Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 05, 2025

The Islamic Concept of Woman's Status and Its Contemporary Relevance in the Light of the Biography of Fatimah al-Zahra (RA): An Analytical Study

حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی سیرت کے تناظر میں عورت کے مقام کا اسلامی تصور اور اس کی عصری معنویت: ایک تجزیاتی مطالعہ

Zeeshan Farooq
HOD Department of English Superior College Main Campus Lahore
E-mail: Xee.farooq@gmail.com

Syed Khalid Hameed Kazmi
Phd Scholar Minhaj University Lahore
Email: kazmi1011@gmail.com

Dr Syed Iftikhar Ahmad
Assistant Professor Minhaj University, Lahore Pakistan
E-mail: fshah0469@gmail.com

Abstract

This research paper explores the Islamic concept of women's status through the exemplary life of Fatimah al-Zahra (RA), the beloved daughter of Prophet Muhammad ﷺ. By analyzing her biography, the study aims to demonstrate how Islamic teachings uphold the dignity, honor, and multifaceted role of women in both private and public spheres. The paper investigates core values such as modesty, piety, intellectual strength, and social responsibility as reflected in her life, and contextualizes them within contemporary challenges faced by Muslim women. The research also highlights how Fatimah al-Zahra's role as a daughter, wife, mother, and community member serves as a timeless model of feminine excellence. Through textual analysis of Qur'anic verses, Hadith literature, and classical sources, the paper offers a comprehensive understanding of how her example can inform the moral and social framework for women today. The study concludes that the legacy of Fatimah al-Zahra (RA) is not merely historical, but a living guide for modern Muslim women striving to balance faith, family, and social engagement in a rapidly evolving world.

Keywords: Islamic Concepts, Contemporary, Fatimah al-Zahra (RA), Biography, Analytical Study

تمہید:

معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں۔ عورت اور مرد انسانی زندگی کا لازم و ملزوم حصہ ہیں اور انسانی تخلیق میں بھی ان دونوں کا برابر حصہ ہے۔ تاریخی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ہر خطے میں اکثر و بیشتر عورت اپنے حقوق سے محروم رہی اور معاشرے میں اسے اپنا مقام نہ مل ماسکا۔ تہذیب و تمدن میں اعلیٰ اعلیٰ مقام پر فائز قوموں کے ہاں ہاں؟ بھی عورت کا مقام کوئی

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

عزت افزا نہیں تھا۔ان کی نگاہ میں عورت ایک ادنی درجہ کی مخلوق تھی۔ عورت ذات انسانیت پر بوجھ سمجھی گئی۔اسے انسانیت کے لئے عاراور روئے زمین پر فساد کا باعث تصور کیا گیا۔ مختلف معاشروں میں عورت کو کم تر سمجھا گیا جبکہ مرد برتر حیثیت کا حامل رہا۔ کسی معاملے میں اسے اختیار اور آزادی حاصل نہ تھی۔

اس سے کوئی رائے لینے کا تصور تک نہ تھا اس تناظر میں اللہ رب العزت نے سورۃ نساء یعنی خواتین کے اکثر مسائل و معاملات پر مشتمل الگ اور پوری سورۃ نازل فرمائی جس سے معاشرے میں خواتین کی حوصلہ افزائی ہوئی اور عورت کا وقار اور اسے معاشرے میں ایک قابل احترام مقام دینے میں اسلام کا کردار واضح ہو جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف معاشروں میں بنیادی خرابی اس امر سے پیدا ہوئی کہ عورت اور مرد کے درمیان تخلیقی طور پر امتیاز روا رکھا گیا اور اس فرق کی بنیاد پر وہ فاسد عمارت کھڑی کی گئی تھی جس میں عورت کو مرد کے مقابلے میں کمتر اور حقیر سمجھا جاتا تھا۔اسلام نے یہ تخلیقی امتیاز مٹادیا اور انسان کو سکھایا کہ مرد اور عورت کی تخلیقی اساس ایک جیسی ہے۔ دونوں ایک ہی اصل سے آئے ہیں۔ لہذا، پیدائش اور اصلیت کے لحاظ سے کوئی اعلی وادنی نہیں ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ([1])

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک شخص (آدم) سے پیدا کیا، اور اس سے اس کی بیوی (حواء) پیدا کی اور ان دونوں سے بکثرت مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس کے سبب سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ سے قطع تعلق کرنے سے ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

1 النساء:۰۱:۰۴

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

قرآن وسنت میں خواتین کے حقوق ومقام کی اہمیت

اسلام کی آمد سے قبل، جہاں انسانی معاشرے میں دوسری برائیاں عام تھیں، وہی عدل وانصاف کے فقدان کی وجہ سے مرد وعورت کے حقوق متعین نہیں تھے اور خواتین کے ساتھ جانوروں کی طرح کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔تب اسلام نے مرد وعورت دونوں کوانفرادی، معاشرتی، خاندانی،اور عائلی سطح پر شناخت، تقدس،اور احترام فراہم کیا بر صغیر کے مسلمانوں نے نظریہ اسلام کو بنیاد بناکر پاکستان حاصل کیا جس کا مطلب اور مقصد اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات کا نفاذ اور اسلامی تہذیب وثقافت کا پرچار ہے، قرار داد مقاصد اس کا ثبوت اور عائلی قوانین کا اجرا اس کی حقیقت ہے خانگی معاملات پر مشتمل احکامات میں سے نکاح کی اہمیت وفضیلت اور طلاق کے مسائل واحکامات عائلی قوانین میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں کیوں کہ نکاح وشادی نظروں کے تحفظ، جنسی خواہشات کے جائز اطمینان وتسکین اور نسل انسانی کی بقا کے لئے ایک اسلامی ادارہ ہے، جس میں کم سنی کے نکاح، خیار بلوغ، انسانی مزاج اور مرد عورتوں کی شرح اوسط کو مد نظر رکھتے ہوئے نکاح کے قواعد وضوابط مرتب کیے گئے ہیں۔ جو ایک طرف مرد اور عورت کو اس دنیا میں عزت، احترام اور وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے ایک مربوط اور منظم نظام مہیا کرتا ہے، تو دوسری طرف یہ ابدی خوشحالی کا وعدہ کرتا ہے۔

اور اگر شوہر اور بیوی نکاح کے رشتے اور بندھن کے تقدس کو برقرار رکھنے اور خدا کی حدود کو قائم رکھنے کے لئے کوئی دوسرا سبیل نہ مانہ پائے تو مہذب آداب، سلیقے اور دستور-ر کے مطابق اس معاہدے سے نکلنے کا راستہ طلاق اور خلع ہے۔اسلام کا منشا یہ ہے جو لوگ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں ان کے نکاح اور شادی کو پائیدار اور قائم دائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہئے۔([2])

2 ہارون یحیٰ، مصباح اکرم مترجم، (۲۰۱۳ء) عورت اسلام اور سائنس، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۳۵

OPEN ACCESS

اسلام ہی نے دنیا کو بتایا کہ زندگی مرد و عورت دونوں کی محتاج ہے ۔ عورت کو کارگاہ حیات میں ذلیل کر کے انسان معاشرے کی خدمت نہیں کر سکتا۔ قدرت ان دونوں صنفوں سے کام لینا چاہتی ہے۔ان میں سے کسی ایک صنف کا ظلم پوری انسانی زندگی کے لئے فساد کا باعث بن جائے گا۔ عورت کے مسئلے میں قرآنی انداز بیان کے دو پہلو ہیں۔

(1)قرآن عورت کے وقار اور عزت انسانی کو مرد کے مساوی قرار دیتا ہے۔

(۲)قرآن عورت کے حقوق وفرائض کا تعین کرتا ہے۔

ہم سب سے پہلے اولین شق کو لیتے ہیں۔اس سلسلے میں تین باتیں قابل غور ہیں۔

(1)قرآن پاک میں جہاں کہیں فضیلت انسانی کا ذکر ہے،اس میں مرد عورت دونوں شریک ہیں۔

(ii)قرآن پاک میں جہاں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی فلاح کا دار و مدار ایمان و عمل پر ہے ، وہاں مرد اور عورتدونوں کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہ عورت، عورت ہونے کی وجہ سے ذلیل ہے اور مرد، مرد ہونے کی وجہ سے جنت کا حق دار ہے۔اللہ کے ہاں نیکی اور تقوی ہی شرف قبولیت کا درجہ ہے اور مرد و عورت دونوں ہی ہو سکتا ہے۔

(iii)قرآن پاک یہ بات اصول کے طور پر بیان کرتا ہے کہ کسی معاشرے کے استحکام اور فساد کا دار و مدار مرد و عورت دونوں پر ہے۔ یہ دونوں ہی مل کر معاشرے کو صالح بنیادوں پر استوار کر سکتے ہیں اور دونوں ہی تمدنی بربادی اور معاشرتی ہلاکت کا باعث بن سکتے ہیں۔ قرآن پاک کا بیان ہے کہ صالح اور نیک بننے کی صلاحیتیں جس طرح مرد میں موجود ہیں،اسی طرح عورت میں بھی موجود ہیں اور شیطانیت جس طرح عورت کو خراب کر سکتی ہے،اسی طرح مرد کو بھی۔قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات ان امور کی تائید کرتی ہیں۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ([3])

بے شک، مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالی نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔([4])

ایک اور موقع پر اللہ تعالی نے فرمایا

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ([5])

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور برائی سے منع

کرتے ہیں۔

اسلام مرد و عورت کے بنیادی حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ عورت مختلف حیثیت رکھتی ہے، مثلاً عورت بحیثیت ماں ہے، بیٹی ہے، بہن ہے، اور بیوی ہے۔ قرآن وحدیث نے عورت کی تمام حیثیتوں سے بحث کی ہے اور ان حیثیتوں کے تعین کے بعد اس کے حقوق وفرائض کو بیان کیا ہے۔([6])

عورت کے مقام کا اسلامی تصور اور اس کی عصری معنویت:

---

3 الاحزاب،۳۳:۳۵

4 غازی، محمود احمد،(۲۰۰۵ء)، محاضرات فقہ،الفیصل ناشران وتاجران کتب،لاہور، ص۱۷۷

5 الاعرف،۹:۱

6 غازی، محمود احمد،(۲۰۰۵ء)، محاضرات فقہ الفیصل ناشران وتاجران کتب،لاہور، ص۱۷۷

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں:

"اسلام نے عورت کو زندگی کے ہر پہلو میں مکمل حقوق عطا کیے ہیں۔ ان حقوق میں سب سے اہم نکاح میں اس کی مرضی، وراثت میں اس کا حصہ، اور خاندانی معاملات میں اس کی شرکت ہے۔ عورت کو اسلام نے وہ مقام دیا ہے جو کسی اور نظام یا معاشرت میں نہیں ملتا۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی عزت اور ان کے حقوق کے تحفظ کو مسلمانوں کی زندگی کا لازمی حصہ قرار دیا ہے۔" (7)

شیخ متولی شعراوی اپنی تفسیر "تفسیر شعراوی" میں لکھتے ہیں:

''لقد جعل الإسلام المرأة شريكة للرجل في كل شيء، بل أعطاها حقوقًا تتعلق بشؤون الأسرة والمجتمع، كما فرض على الرجل أن يحترمها ويعاملها بلطف. المرأة في الإسلام ليست مجرد تابع، بل هي عنصر أساسي في بناء المجتمع الإسلامي''.(8)

"اسلام نے عورت کو ہر معاملے میں مرد کا شریک بنایا ہے، اور اسے خاندانی اور معاشرتی امور میں مکمل حقوق دیے ہیں۔ مرد پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ عورت کا احترام کرے اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ اسلام میں عورت محض تابع نہیں بلکہ اسلامی معاشرے کی تعمیر کا بنیادی عنصر ہے۔"

مولانا مودودی: "پردہ اور عورت" میں لکھتے ہیں:

---

(7) غزالی، حامد بن غزالی، (۲۰۰۴ء) احیاء علوم الدین، ، دار السلام پبلیشرز ج: ۲، صفحہ ۲۳۳

(8) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، (۱۹۹۷ء)، پردہ اور عورت، ترجمان القرآن، لاہور، ص ۳۲

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

"اسلام نے عورت کو ایک مکمل انسان کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے اور اسے زندگی کے ہر شعبے میں مکمل حقوق عطا کیے ہیں۔ عورت کو تعلیم حاصل کرنے، نکاح میں اپنی مرضی کا اظہار کرنے، اور مالی معاملات میں خود مختاری دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، خاندانی اور معاشرتی سطح پر بھی عورت کو اسلام نے عزت و احترام سے نوازا ہے، جس کا مقصد عورت کو ہر قسم کے ظلم و ستم سے بچانا ہے۔"۔([9])

ڈاکٹر طاہر القادری: "اسلام اور حقوق انسانیت" میں لکھتے ہیں:

اسلام میں عورت کے حقوق کو انتہائی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف وراثت میں حصہ دیا بلکہ اسے شادی کے فیصلے میں خود مختاری، تعلیم کا حق، اور اپنے مال و جائیداد پر اختیار دیا ہے۔ یہ تمام حقوق اسلامی تعلیمات کے بنیادی حصے ہیں، اور ان کا مقصد عورت کو سماج میں عزت و احترام دینا ہے۔"“([10])

ابن قیم اپنی کتاب "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں:

"عورت کے ساتھ حسن سلوک اسلامی اخلاق کا معیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں عورتوں کے ساتھ انتہائی عزت و احترام کا معاملہ کیا اور مسلمانوں کو بھی اس کی تلقین کی۔ عورت کو اسلام نے ایک اہم مقام دیا ہے، چاہے وہ ماں ہو، بیٹی ہو، بیوی ہو یا بہن، اس کے تمام حقوق کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔"۔([11])

امام ابن تیمیہ "مجموع الفتاوی" میں لکھتا ہے:

---

(9) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، (۱۹۹۷ء)، پردہ اور عورت، ترجمان القرآن، لاہور، ص ۳۲
(10) القادری، محمد طاہر القادری، (۲۰۰۷ء) اسلام اور حقوق انسانیت، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:۲۰۵
(11) ابن قیم، محمد بن أبي بکر بن أیوب بن سعد، (۱۹۸۶ء) زاد المعاد، ، دار ابن تیمیة للنشر والتوزیع والإعلام، الریاض، ج ۱: ص ۱۵۶

OPEN ACCESS

CC BY

''الإسلام كفل للمرأة حقوقها المالية والاجتماعية، وجعل لها الحق في التعليم والعمل، كما أن لها حق التصرف في أموالها دون الحاجة إلى إذن من الرجل''([12])

"اسلام نے عورت کے مالی اور سماجی حقوق کو محفوظ کیا ہے، اور اسے تعلیم اور کام کرنے کا حق دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق دیا گیا ہے، بغیر اس بات کے کہ اسے مرد کی اجازت کی ضرورت ہو۔"

اسوہ حسنہ کا تصور اور اس کی ضرورت

اسلامی تعلیمات میں "اسوہ حسنہ" کا تصور کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اسوہ حسنہ سے مراد ایک ایسا مثالی نمونہ یا طریقہ کار ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" ([13])

(یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرے۔)

نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے اقوال، افعال، اور احوال ہر مسلمان کے لیے ایک رہنما اصول ہیں۔ آپ ﷺ نے عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو جس طرح اپنایا، وہ ان کے لیے ایک عملی دلیل بن گیا۔ اسوہ حسنہ کی ضرورت اس لیے ہے کہ نظریاتی تعلیمات کو محض کتابی شکل میں سمجھنا اور ان پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ایک زندہ اور متحرک نمونہ ان

(12) ابن تیمیۃ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام (۲۰۰۰ء) مجموع الفتاوی، دار ابن تیمیۃ للنشر والتوزیع والإعلام، ج: ۲۲، ص: ۲۷۰

13 ۔ الاحزاب 21:332

OPEN ACCESS

CC BY

تعلیمات کو قابلِ فہم اور قابلِ عمل بناتا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی سے اخلاقیات، عبادات، معاشرتی تعلقات، اقتصادی معاملات،اور حکومتی امور تک ہر پہلو میں رہنمائی ملتی ہے۔

خواتین کے لیے بھی اسوہ حسنہ کی اہمیت دوچند ہے، کیونکہ وہ نہ صرف معاشرے کا نصف حصہ ہیں بلکہ آئندہ نسلوں کی تربیت کی بھی ذمہ دار ہیں۔ایک مثالی خاتون کی سیرت ان کے لیے گھریلو زندگی، پرورش اولاد، معاشرتی سرگرمیوں،اور روحانی ارتقاء میں رہنمائی فراہم کرسکتی ہے۔ یہ اسوہ انہیں اپنی ذات کی پہچان، اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی،اور ایک متوازن اسلامی زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسوہ حسنہ کے ذریعے خواتین کو عملی طور پر یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ کیسے وہ دین اور دنیا کے تقاضوں میں توازن قائم کرسکتی ہیں،اور کس طرح وہ صبر، شکر،اوراستقامت کے ساتھ زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرسکتی ہیں۔

خواتین کے لیے حضرت فاطمہ الزہراءؑ کاانتخاب بطوراسوہ کاملہ کی وجوہات

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی حیاتِ طیبہ خواتین کے لیے ایک کامل و جامع اسوہ حسنہ ہے، کیونکہ آپؑ کی تربیت براہِ راست نبی اکرم ﷺ کے زیرِ سایہ ہوئی۔ آپ ﷺ کو حضرت فاطمہؑ سے بے پناہ محبت تھی اور آپؑ کی زندگی میں نبوی تعلیمات کا عملی عکس نمایاں تھا۔ آپؑ نے بیٹی، زوجہ اور ماں کے طور پر مثالی کردار ادا کیا—والد کی خدمت، حضرت علیؑ کے ساتھ سادگی و صبر سے بھرپور ازدواجی زندگی، اور امام حسنؑ و حسینؑ جیسے جلیل القدر فرزندوں کی تربیت آپؑ کی سیرت کے روشن پہلو ہیں۔ آپؑ کی زندگی حیا، تقویٰ، عبادت، قناعت اور صبر کا نمونہ تھی۔ دنیاوی آسائشوں سے بے نیاز ہوکر آپؑ نے اللہ کی رضا کو مقدم رکھا۔ آپؑ کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی نسلِ مبارک اور علمی و روحانی وراثت کا تسلسل قائم ہوا۔ ان تمام خوبیوں کی بنا پر حضرت فاطمہؑ کی سیرت خواتین کے لیے ایک دائمی، مکمل اور عملی نمونہ ہے2

.حضرت فاطمہؑ کی شخصیت اور شان

پیدائش وخاندان

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی پیدائش نبوت کے اس پرنور ماحول میں ہوئی جب اسلام اپنے ابتدائی مراحل میں تھااور رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں دین کی دعوت دے رہے تھے۔ آپؑ کی ولادت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں،تاہم مشہور روایت کے

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

مطابق آپؑ کی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد اور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب 35 سال تھی، اس وقت ہوئی۔ جیسا کہ ابن سعد الطبقات الکبری میں لکھتے ہیں:

وُلِدَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ الْبَعْثَةِ بِخَمْسِ سِنِينَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَبْنِي الْكَعْبَةَ، وَعُمْرُهُ يَوْمَئِذٍ خَمْسٌ وَثَلَاثُونَ سَنَةً(14)

فاطمہؑ کی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد اس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے، اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر پینتیس برس تھی۔

آپؑ کے والد سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، اور والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلدؑ ہیں، جو نہ صرف اسلام قبول کرنے والی پہلی خاتون تھیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ بھی تھیں۔ حضرت خدیجہؑ نے اسلام کی راہ میں اپنی ساری دولت قربان کی اور ہر مشکل گھڑی میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔ حضرت فاطمہؑ کی پرورش ایک ایسے پاکیزہ اور روحانی ماحول میں ہوئی جہاں ہر لمحہ نبوت کا نور موجود تھا۔ آپؑ نے اسلام کے ابتدائی مشکل ادوار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، شعب ابی طالب کی سختیاں برداشت کیں اور اپنے والد ﷺ کی تکالیف میں شریک رہیں۔ آپؑ اپنے والد کے اتنے قریب تھیں کہ انہیں "اُم اُبیھا" (اپنے باپ کی ماں) کا لقب ملا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں فضائل

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی فضیلت قرآن و حدیث میں بے شمار مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ آپؑ کی شان و عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست قرآن کی آیات میں آپؑ کو اور آپؑ کے اہل بیت کو مخاطب کیا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت 33 جسے "آیہ تطہیر" کہا جاتا ہے، اہل بیتؑ کی پاکیزگی پر دلالت کرتی ہے۔

14)ابن سعد، الطبقات الکبری، ج8، ص11-12(

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

"إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا"(15)

(اللہ بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دے اے اہل بیت! اور تمہیں خوب پاک کر دے۔)

اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے جید علماء نے اس آیت کی تفسیر میں اجماع کیا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، اور حضرت حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؑ کی عصمت، پاکیزگی، اور ظاہری و باطنی طہارت کا اعلان فرمایا۔ سورۃ آل عمران کی آیت 61 جسے "آیہ مباہلہ" کہا جاتا ہے بھی حضرت فاطمہؑ کی فضیلت کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ آیت نجران کے عیسائیوں سے مباہلے کے واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی، جب نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، اور حضرت حسینؑ کو لے کر میدان میں تشریف لائے۔

"فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ" (16)

(پھر جو شخص اس علم کے آجانے کے بعد آپ سے اس بارے میں جھگڑے، تو آپ کہہ دیجیے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو، اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو بلائیں، پھر سب مل کر اللہ کی لعنت کریں جھوٹوں پر۔)

اس آیت میں "نِسَاءَنَا" سے مراد حضرت فاطمہؑ تھیں، جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اپنی خاص عورتوں میں شامل کیا۔(17)

خواتین کی اجتماعی ترقی اور روحانی تربیت

15 الاحزاب 33:33

16 آل عمران 61:3

17 فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، ج8، ص162

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

حضرت فاطمہؓ کی سیرت خواتین کی انفرادی اور اجتماعی ترقی کے لیے ایک جامع روڈمیپ فراہم کرتی ہے۔

انفرادی روحانی تربیت

آپؓ کی زندگی تقویٰ، پرہیزگاری، اور اللہ سے گہرے تعلق کا مظہر تھی۔ آپؓ راتوں کو اٹھ کر عبادت کرتی تھیں اور زہد و قناعت کی زندگی بسر کرتی تھیں۔ یہ خواتین کو اپنی انفرادی روحانی تربیت پر توجہ دینے کی ترغیب دیتی ہے، تاکہ وہ اللہ کے قریب ہو سکیں اور اپنی زندگی کو بامقصد بنا سکیں۔ روحانی بالیدگی ہی انہیں دنیاوی مسائل سے نمٹنے کی قوت دیتی ہے۔

اجتماعی کردار:

اگرچہ حضرت فاطمہؓ نے پردے اور حیا کو اپنایا، لیکن آپؓ نے معاشرتی اور دینی ذمہ داریوں سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی۔ آپؓ نبی اکرم ﷺ کے مشکل حالات میں ان کا ساتھ دیتی تھیں، اور ضرورت کے وقت حق بات کہنے سے نہیں ہچکچاتی تھیں۔ یہ جدید خواتین کو یہ درس دیتا ہے کہ وہ معاشرتی معاملات میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں، مثلاً تعلیم، فلاحی کاموں، اور انصاف کے قیام کے لیے جدوجہد کر سکتی ہیں۔

رہنمائی اور قیادت:

حضرت فاطمہؓ نے اپنی اولاد کی تربیت کے ذریعے امت کے لیے عظیم رہنما تیار کیے۔ یہ خواتین کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ اپنی نسلوں کی رہنمائی کریں اور انہیں اسلامی اقدار پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کے لیے تیار کریں۔ آپؓ کی سیرت ایک ایسی خاتون کی تصویر پیش کرتی ہے جو نہ صرف گھر کو سنبھالتی ہے بلکہ معاشرے کی فلاح و بہبود میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ کی تعلیمات اور سیرتِ طیبہ جدید دور کی خواتین کے لیے ایک جامع اور عملی رہنما اصول ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو، خواہ وہ پردہ، تعلیم، معاشرتی کردار، یا روحانیت ہو، خواتین کو ایک متوازن، کامیاب، اور اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کا راستہ دکھاتا ہے۔

8. خواتین کے لیے اسوہ حسنہ کی ضرورت اور اثرات

CC BY

خواتین کے لیے ایک کامل اسوہ حسنہ کی ضرورت کسی بھی معاشرے کی اخلاقی، سماجی اور روحانی ترقی کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی سیرتِ طیبہ اس ضرورت کو پورا کرتی ہے اور ان کے نقوشِ قدم پر چل کر خواتین معاشرتی ترقی میں اپنا مثبت کردار ادا کر سکتی ہیں۔

معاشرتی و اخلاقی ترقی میں کردار

حضرت فاطمہؓ کی سیرت خواتین کو معاشرتی اور اخلاقی ترقی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔

اخلاقی اقدار کا احیاء:

آپؓ کی حیا، پاکدامنی، صبر، شکر، ایثار، اور عدل و انصاف کی مثالیں معاشرے میں ان اقدار کو دوبارہ زندہ کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ جب خواتین ان اعلیٰ اخلاق کو اپنائیں گی تو نہ صرف ان کی اپنی ذات میں بہتری آئے گی بلکہ وہ اپنے گھروں اور معاشرے میں بھی مثبت تبدیلیاں لائیں گی۔ یہ اخلاقیات معاشرتی بے راہ روی، بے حیائی، اور مادیت پرستی کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک مضبوط ڈھال ثابت ہو سکتی ہیں۔

خاندانی استحکام:

حضرت فاطمہؓ کی ازدواجی زندگی اور ان کی اولاد کی تربیت کی مثالیں خاندانی نظام کے استحکام کا درس دیتی ہیں۔ ایک مضبوط خاندان ہی ایک مضبوط معاشرے کی بنیاد ہوتا ہے۔ جب خواتین اپنے گھروں کو اسلامی اخلاق اور تربیت کا گہوارہ بنائیں گی تو معاشرہ بھی خود بخود بہتری کی طرف گامزن ہوگا۔ یہ خاندانی مسائل جیسے طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح اور خاندانی جھگڑوں کا حل پیش کرتی ہے۔

صالح نسلوں کی تربیت:

معاشرے کی ترقی کا انحصار صالح نسلوں کی تربیت پر ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے جس طرح حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ جیسی عظیم ہستیوں کی تربیت کی، وہ اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ ایک ماں کس طرح آئندہ نسلوں کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ جب خواتین اسلامی اقدار کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت کریں گی، تو یہ نسلیں معاشرے کے لیے خیر کا باعث بنیں گی اور مثبت تبدیلی لائیں گی۔

OPEN ACCESS
CC BY

معاشرتی انصاف کا قیام:

حضرت فاطمہؓ نے اپنے حق کے لیے آواز بلند کی اور معاشرتی ناانصافی کے خلاف کھڑی ہوئیں۔ یہ خواتین کو یہ درس دیتا ہے کہ وہ معاشرتی عدل وانصاف کے قیام میں اپنا کردار ادا کریں، مظلوموں کی حمایت کریں، اور حق کا ساتھ دیں۔ ان کا یہ کردار ایک فعال اور ذمہ دار معاشرے کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کا اخلاقی وروحانی مقام اور اس کی عصری معنویت

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی شخصیت اسلامی اخلاقیات اور روحانیت کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ آپؑ کی زندگی صبر، شکر، حیا، تقویٰ، عبادت، زہد اور قناعت جیسے اوصاف سے مزین تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

:فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ(18)

فاطمہؑ جنتی عورتوں کی سردار ہیں

آپؑ راتوں کو عبادت میں مشغول رہتیں اور دنیاوی لذتوں سے بے نیاز رہتی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے بیان کیا:

كانت فاطمةُ تَقومُ الليلَ حتى تَورَّمت قدَماها

فاطمہؑ راتوں کو اس قدر قیام کرتیں کہ آپؑ کے قدم متورم ہو جاتے(19)

جدید دور کی عورت اگر حضرت فاطمہؑ کی سادگی، پاکیزگی، خداخوفی اور روحانی توجہ کو اختیار کرے تو مادّہ پرستی، دکھاوا، اور اضطراب سے نجات پاسکتی ہے۔ ان کی سیرت اس بات کی شاہد ہے کہ حقیقی عزت و وقار صرف دین اور اخلاق سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ مال و دولت سے۔ آج کے دور میں مسلم خواتین کو روحانی توازن، دینی استقامت اور اخلاقی عظمت کی شدید ضرورت ہے، جس کی بہترین مثال حضرت فاطمہؑ کی ذات ہے۔

---

18 السیوطی، الدر المنثور، ج6، ص302۔

19 الطبری، ذخائر العقبی، ص44۔

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

نسلِ نبوی کی تسلسل کی علامت: حضرت فاطمہؑ اور اُمت کی فکری و روحانی قیادت

حضرت فاطمہؑ نہ صرف نبی کریم ﷺ کی نور نظر تھیں بلکہ آپؑ کے ذریعے نسلِ نبوی کا تسلسل بھی جاری رہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَبْنَاءُنَا مِنْ فَاطِمَةَ[20]

(ہماری نسل فاطمہؑ سے ہے)

آپؑ کے بطن سے امام حسنؑ، امام حسینؑ اور پھر اہل بیتؑ کے عظیم ائمہ پیدا ہوئے، جنہوں نے دین اسلام کی حفاظت، تشریح اور فکری رہنمائی کی۔ آپؑ کی اولاد نے قیادت کے ہر پہلو علم، عمل، جہاد، تبلیغ اور اصلاح میں مثالی خدمات انجام دیں۔ امام حسینؑ کی قربانی اسی تسلسل کا روشن باب ہے۔

الحسن و الحسين سيدا شباب أهل الجنة[21]

(حسنؑ و حسینؑ جنتی جوانوں کے سردار ہیں)

یہ قیادت صرف مردوں تک محدود نہیں، بلکہ حضرت زینبؑ کی خطابت، استقامت اور شعور، حضرت سکینہؑ کی بصیرت، اور دیگر فاطمی خواتین کی دینی خدمات نے ثابت کیا کہ نسلِ فاطمہؑ نے امت کی فکری اور روحانی رہنمائی کا حق ادا کیا۔ لہٰذا آج کی عورت کے لیے حضرت فاطمہؑ کی ذات ایک فکری وراثت کی علمبردار ہے، جو ایمان، شعور اور قربانی کا پیغام دیتی ہے۔

سیرتِ فاطمہؑ کی روشنی میں مسلم خواتین کا عصری کردار: ایک تنقیدی جائزہ

---

20 الطبرانی، المعجم الکبیر، ج 3، ص 57
21 ترمذی، السنن، حدیث 3768

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی زندگی جدید دور کی مسلم خواتین کے لیے ایک مکمل عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپؑ نے تعلیم، خاندانی نظام، سماجی شرکت، اور روحانی ترقی کے میدانوں میں متوازن کردار ادا کیا۔ آپؑ علم میں فائق، دین کے احکام سے باخبر، اور باعزت انداز میں معاشرے کا حصہ تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا[22]

فاطمہؑ میرا حصہ ہیں، جس نے انہیں اذیت دی، اس نے مجھے اذیت دی

یہ حدیث اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ عورت کی عزت کو مجروح کرنا، گویا نبوی مقام کو مجروح کرنا ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے ازدواجی زندگی میں سادگی، خدمت، صبر، اور ذمہ داری کا نمونہ پیش کیا۔ آپؑ پانی بھرنے، چکی پیسنے، بچوں کی تربیت، اور حضرت علیؑ کا ساتھ دینے جیسے تمام امور کو عبادت کا درجہ دیتی تھیں۔

ما رأيتُها كذبت قطّ، ولا خالفت أمرًا لأبيها[23]

میں نے کبھی فاطمہؑ کو جھوٹ بولتے یا اپنے والد کے حکم کی مخالفت کرتے نہیں دیکھا

آج کی مسلم خواتین اگر حضرت فاطمہؑ کے کردار سے رہنمائی لیں تو وہ تعلیم، تربیت، معاشرت اور تبلیغ میں مثبت اور باوقار کردار ادا کر سکتی ہیں، جو معاشرے میں اصلاح، عدل، اور دینی بیداری کا سبب بن سکتا ہے۔

خلاصہ کلام

اسلام نے عورت کو عزت، وقار اور بلند مقام دیا ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی سیرت اس بات کی روشن مثال ہے کہ ایک مسلمان عورت کس طرح دین، گھر، اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکتی ہے۔ آپؑ نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی ہونے کے ناطے نہایت سادہ، باوقار، اور صابر زندگی گزاری۔ آپؑ نے ہر رشتے میں مثالی کردار ادا کیا، چاہے وہ بیٹی کا ہو، بیوی کا یا ماں کا۔ آپؑ کی زندگی اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ تھی۔

---

[22] صحیح بخاری، حدیث 3714

[23] ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج4، ص1817

OPEN ACCESS CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

حضرت فاطمہؓ کی سیرت آج کی مسلمان خواتین کے لیے ایک مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپؓ نے نہ صرف عبادت و تقویٰ میں اعلیٰ مقام حاصل کیا بلکہ گھریلو زندگی میں بھی صبر، شکر اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ جدید دور کی خواتین جو مختلف چیلنجز سے گزر رہی ہیں، ان کے لیے حضرت فاطمہؓ کی سادگی، علم دوستی، اور خاندانی نظام میں کردار ایک عملی مثال ہے۔ ان کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ عورت دین پر قائم رہتے ہوئے دنیاوی ذمہ داریاں بھی بخوبی نبھا سکتی ہے۔

حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی اہمیت صرف ان کی ذات تک محدود نہیں بلکہ ان کی نسلِ مبارک سے امت کو جو علمی، فکری اور روحانی رہنمائی ملی، وہ بھی عورت کے کردار کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ اہلِ بیتؓ کی قیادت میں عورت کا کردار صرف گھریلو نہیں بلکہ فکری اور معاشرتی سطح پر بھی نمایاں رہا۔ آج کے دور میں مسلم خواتین اگر حضرت فاطمہؓ کی سیرت سے سبق لیں تو وہ معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتی ہیں اور دین و دنیا دونوں میں کامیابی حاصل کر سکتی ہیں۔

حوالہ جات

النساء: ۰۱: ۰۴
ہارون یحیٰ، مصباح اکرم مترجم، (۲۰۱۳ء) عورت اسلام اور سائنس، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۳۵
الاحزاب، ۳۳: ۳۵
غازی، محمود احمد، (۲۰۰۵ء)، محاضرات فقہ، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ص ۱۷۷
الاعرف، ۹: ۱
غازی، محمود احمد، (۲۰۰۵ء)، محاضرات فقہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ص ۱۷۷
غزالی، حامد بن غزالی، (۲۰۰۴ء) احیاء علوم الدین،، دار السلام پبلیشرز ج: ۲، صفحہ ۲۳۳
مودودی، سید ابوالاعلیٰ، (۱۹۹۷ء)، پردہ اور عورت، ترجمان القرآن، لاہور، ص ۳۲
مودودی، سید ابوالاعلیٰ، (۱۹۹۷ء)، پردہ اور عورت، ترجمان القرآن، لاہور، ص ۳۲
القادری، محمد طاہر القادری، (۲۰۰۷ء) اسلام اور حقوق انسانیت، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۲۰۵
ابن قیم، محمد بن أبي بکر بن أیوب بن سعد، (۱۹۸٦ء) زاد المعاد،، دار ابن تیمیة للنشر والتوزیع والإعلام، الریاض، ج ۱: ص ۱۵٦
ابن تیمیة، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام (۲۰۰۰ء) مجموع الفتاوی، دار ابن تیمیة للنشر والتوزیع والإعلام، ج: ۲۲، ص: ۲۷۰
الاحزاب 21:332
ابن سعد، الطبقات الکبری، ج 8، ص 11-12(
الاحزاب 33:33
آل عمران 61:3
فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، ج 8، ص 162
السیوطی، الدر المنثور، ج 6، ص 302۔
الطبری، ذخائر العقبی، ص 44۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (Jan-March, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

الطبرانی، المعجم الکبیر، ج3، ص57
ترمذی، السنن، حدیث 3768
صحیح بخاری، حدیث3714
ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج4، ص1817